مولانا محمد جعفر پھلواروی

ایک حدیث

ایمان کے اعلیٰ، ادنیٰ اور درمیانی تقاضے

صحاح ستہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک ارشاد نبویؐ یوں مروی ہے:

الایمان بضع وسبعون او ستون شعبۃ والحیاء شعبۃ من الایمان - وفی روایۃ: وافضلھا قول لا الہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق۔

ایمان کی کچھ اوپر ستر (یا ساٹھ) شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ: ان شاخوں میں سب سے افضل شاخ لا الہ الا اللہ کا قائل ہونا ہے اور سب سے معمولی درجے کی شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے۔

اس ارشادِ نبویؐ میں جو سب سے زیادہ گراں قدر نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ ایمان کا تعلق اگرچہ دل سے ہوتا ہے لیکن یہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ بس دل ہی دل میں رہے اور کسی کو اس کا علم نہ ہو۔ ایمان ایک ایسی اندرونی کیفیتِ یقین کا نام ہے جس کا اثر زندگی کے اعمال و وظائف پر پڑنا لازمی ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایمان تو دل میں موجود ہو اور عمل بالکل اس کے خلاف ہوتا رہے۔ یہ کیسے ممکن ہے، کسی چیز کے متعلق زہر قاتل ہونے کا یقین بھی ہو اور انسان اسے اپنی بھوک دُور کرنے کے لیے کھانا بھی شروع کر دے؟ بشری غفلت و نسیان یا وقتی بے پروائی تو انسان سے بہت کچھ کرا لیتی ہے اور اس کے لیے تلافی و توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ یہی خطا و توبہ انسان کی وہ امتیازی خصوصیت ہے جو کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں۔ یہ بات بالکل صحیح ہے، لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ناقابلِ انکار ہے کہ انسان کا عمل اس کے ایمان کے مطابق ہوتا ہے۔ اقرار لسان کے خلاف تو عمل ہوسکتا ہے لیکن ایمان کے خلاف نہیں ہوتا بجز اس انسانی لغزش و غفلت کے جس کا ابھی ذکر کیا گیا۔

اس ارشادِ نبویؐ میں ایمان کے دو تقاضے بیان کیے گئے ہیں جن میں ایک تو زبان کا عمل ہے یعنی کلمۂ طیبہ کا اقرار، اور دوسرا ہاتھ پاؤں کا عمل ہے۔ یعنی راستے سے ایسی چیز کا ہٹا دینا

جس سے کسی چلنے والے کو کوئی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً کانٹا، روڑا وغیرہ جو چبھ سکے، ٹھوکر یا چوٹ لگا سکے، یا پھسلا دے یا آلودگی و گندگی پیدا کر سکے وغیرہ۔ ایسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا ایمان کا ایک شعبہ اور اس کا سب سے معمولی تقاضا بنایا گیا ہے۔ یہاں یہ غور کرنا چاہیے کہ اماطت اذی (تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا) کا ایمان سے کیا تعلق ہے، اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس سے ایمان پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ بات کچھ زیادہ پیچیدہ نہیں جس کا ایمان "لا الہ الا اللہ" پر ہوگا اور وہ وحدتِ ربانی کا قائل ہوگا وہ یقیناً وحدت انسانی کا بھی قائل ہوگا۔ جیسے قرآن کہتا ہے وما کان الناس الا امۃ واحدۃ (انسان ایک ہی امت ہیں) اور جو وحدت انسانی کا قائل ہوگا وہ دوسرے انسانوں کو اپنے ہی جیسا انسان سمجھے گا، پھر جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اس کے لیے بھی پسند کرے گا اور جو کچھ اپنے لیے ناپسند ہو، اسے دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرے گا۔ انسان خود یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے راستے میں کوئی تکلیف دہ رکاوٹ ہو یا ایذا رساں چیز حائل ہو لہٰذا وہ دوسرے انسانوں کو تکلیف سے بچانے کے جذبہ و احساس سے راستے کو صاف کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ گویا ایک کانچ کا ٹکڑا یا کیل کانٹا یا اینٹ روڑا، یا کیلے کا چھلکا راستے سے ہٹا دینا بہت ہی معمولی سی بات ہے لیکن اس چھوٹے سے کام میں جو جذبہ کارفرما ہوتا ہے وہ بڑا قیمتی ہے۔ اتنا قیمتی کہ وہ ایمان کا ایک چھوٹا سا تقاضا بن جاتا ہے اور اس کے بعد اس سے بجا طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ انسانی منفعت کے بڑے بڑے کام کرنے میں بھی اسے پوری دلچسپی ہوگی اور اگر اس کے بس میں ہوا تو وہ دوسرے انسانوں کو مختلف تکلیفوں سے بچانے کے لیے بھی کوئی قدم اٹھانے سے دریغ نہیں کرے گا۔

اس ارشادِ گرامی میں کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شعبہ ہائے ایمان کا جو ذکر ہے اس سے مراد کوئی معین عدد نہیں، بلکہ کثرت تعداد مراد ہے۔ اعداد میں ستر، ساٹھ، ننانوے وغیرہ کے الفاظ کثرتِ تعداد کے لیے بھی آتے ہیں اور بعض اوقات کسی عدد کے ذکر سے عین وہی عدد بھی مراد ہوتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ: "ہم بیس مرتبہ سمجھا چکے ہیں" تو اس سے ٹھیک بیس کی تعداد مراد نہیں ہوتی۔ جب ہماری گفتگو میں "سات سمندر پار" کا لفظ آتا ہے تو اس سے عین سات کا عدد مراد نہیں ہوتا۔ یہاں بھی ہمارا خیال ہے کہ کچھ اوپر ستر یا ساٹھ سے کثرت

تعداد ہی مراد ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ یہاں صرف تین شعبوں کا بطور تمثیل ذکر ہے۔ ایک ہے حیا۔ حیا بھی ایک ایمانی ہی شعبہ ہے۔ ایک دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ:

اذا لم تستحی فافعل ما تشاء

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

دوسری چیز ہے کلمۂ توحید " لا الٰہ الا اللہ" کا قائل ہونا، یہ سب سے افضل شعبہ ہے اس لیے کہ یہی تو ایمان کی بنیاد ہے۔ یہ نہ ہو تو ایمان کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔

تیسری شے ہے: اماطۃ الاذیٰ عن الطریق۔ یعنی راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا۔

گویا حضورؐ نے ایمان کا سب سے اونچا اور سب سے نیچا درجہ بیان فرما کر یہ بتا دیا کہ ایمان کے باقی تمام شعبے انہی دو کے درمیان ہیں۔ انہی میں ایک چیز حیا بھی ہے۔ یہ حیا محض ایک ذہنی چیز نہیں بلکہ یہ ذہنی رجحان ایسا ہے کہ انسان کی پوری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ افکار میں بھی، گفتار میں بھی اور کردار میں بھی۔ صحابہ کرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ باحیا سیدنا عثمان ذی النورین سلام اللہ علیہ تھے، جن کے بارے میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: "یہ وہ شخص ہے جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں" اسی مناسبت سے آپ کو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہے اور بہت صحیح کہا جاتا ہے۔

سلسلۂ کوثر

ملک کے مشہور محقق و مورخ شیخ محمد اکرام مرحوم کے سلسلۂ کوثر کے تینوں حصے ادارہ کی طرف سے چھپ کر تیار ہو گئے ہیں۔ یہ کتابیں برصغیر پاک و ہند کی علمی، تہذیبی اور ثقافتی تاریخ کا دلآویز مجموعہ ہیں۔ فاضل مصنف نے اس موضوع کی ہر بات پوری تحقیق کے ساتھ سپرد قلم کی ہے۔

آبِ کوثر قیمت: ۳۰ روپے، رودِ کوثر قیمت: ۲۰ روپے، موجِ کوثر: ۳۵/ روپے

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور